

قرآن میں کامیابی کا تصور

ہاں تو قیر عالم فلاحی

کامیابی ایک دلکش اور خوش نمانظ ہے۔ اسی لیے یہ ہر مکتبہ فکر کے علمبردار اور ہر فکر و نظر کے حاملین کی سعی و کاوش کا مرکز توجہ بنتا ہے۔ بنی نوع انسان کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جو کامیابی کے حصول کا خواہشمند نہ ہو یا جس کے یہاں اور دیگر چیزوں کے مقابلے میں اس کی اہمیت و افادیت کم ہو۔ چنانچہ ایک طرف اس مادی اور غیر مستقل دنیا میں فوز و فلاح سے ہمکنار ہونے کے لیے طرح طرح کے ذرائع و وسائل کام میں لائے جاتے ہیں اور دوسری طرف کہیں ملتی کہیں نروان اور کہیں رضائے الہی کے تحت قوانین و ضوابط عملی زندگی میں نافذ کیے جاتے ہیں۔

دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام میں دنیا کی بے ثبات زندگی اور اس زندگی کے بعد ابدی دنیا کی لازوال زندگی سے متعلق افکار و عقائد بہت واضح اور روشن ہیں۔ قرآن پاک کا تصور فلاح اور دنیا و آخرت میں اس کے خوش آمد ثمرات و نتائج سمجھنے کے لیے تصور فلاح سے متعلق دوسرے نقطہ ہائے نظر سامنے آجائیں تو اسلام میں کامیابی کے تصور کی وسعت و ہمہ گیری واضح ہو جاتی ہے۔

۱۔ کامیابی سے متعلق ایک تصور وہ ہے جو مادی تصور سے عبارت ہے۔ یہ تصور ”بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست“ کا ترجمان ہوتا ہے۔ مال و اولاد کی کثرت و فراوانی، فلک بوس عمارتیں، دلکش شاہ راہیں، شاندار شاپنگ سنٹر، جدید طرز کی دعوت نظارہ دیتی ہوئی گاڑیاں اور دیدہ زیب سرزمینیں یہ کامیابی و کامرانی کے مظاہر و علامات ہیں۔ یہی طرز فکر مشرکین تک کا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شاہ راہ دین پر چلنے کے نتیجے میں کامیابی کی نعمت رب ربے تھے تو عناد و سرکش میں وہ کہتے تھے وَقَالُوا لَئِنْ لَمْ يَرْجِعْ إِلَيْنَا أَوْلَادُنَا كَمَا كُنَّا أَوْلَادُهُمْ لَكَايُومًا لِلْعَذَابِ أَلَسْنَا بِمُتَعَبِينَ (اسی ۲۵، ۲۶) انہوں نے ہوشیاری کہا کہ ”ہم تم سے زیادہ اولاد رکھتے ہیں اور ہم ہرگز نہ ایسے والے نہیں ہیں۔“

اس مادی اور مشرکانہ تصور کامیابی کے کڑوے اور کسے ثمرات سے یہ دنیا ظلم و عدوان اور وحشت و درندگی کا مسکن بن جاتی ہے، قوت و طاقت کی حکمرانی ہوتی ہے، اخوت و محبت اور ہمدردی و نغمساری بلکہ اخلاقیات کی ساری قدس پامال ہو جاتی ہیں۔ نفرت کی بھی میں پسنا اور انسانیت کش اخلاق و عادات کا فروغ پانا اور تصادم و آویزش سے دنیا کی اس بزم کورزم گاہ میں بدل دینا اس تصور کامرانی کے وہ نتائج نہیں جن کا rasailojaraid.com کا بڑا عہدہ عظمت تار تار ہو جاتا ہے اور وہ

الامان والحفیظ کی صدائیں بلند کرنے لگتی ہے۔

دنیا سے متعلق دو سراطر ز فکر زہد و ترک دنیا کا ہے۔ اس کے مطابق دنیا مصائب و مشکلات کی آماجگاہ قرار دی جاتی ہے۔ ان سے نجات پانے کے لیے مذہبی اور اخلاقی قوانین و ضوابط پر مشتمل ایک نظام مرتب کیا جاتا ہے۔ اگر اس نظام کو عملی زندگی پر کما حقہ جاری و ساری کر لیا جائے تو ایک انسان کامیابی کی منزل مقصود سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ اس تصور فلاح کے تحت ترک دنیا لازم آتا ہے جسے قرآن پاک نے شان ایمان و اسلام کے منافی قرار دیا: **وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ (الحديد ۲۷: ۵۷)** اور رہبانیت انھوں نے خود ایجاد کر لی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔

کامیابی کے متعلق ایک تیسرا نقطہ نظر ہے جسے موحدانہ یا خدا پرستانہ نقطہ نظر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے تحت ہم دیکھیں گے کہ مومن کے لیے دنیا کی کیا حیثیت ہے اور آخرت کی حقیقت کیا ہے؟ کیا دنیا یا سامان دنیا بندہ مومن کے لیے محبوب متاع ہے یا اسے شجر ممنوعہ قرار دیا گیا ہے؟ اگر وہ دنیا یا اسباب دنیا کو استعمال کرتا ہے تو کس نقطہ نظر سے اور کس حد تک؟ اگر دنیا کی کامیابی بھی کامیابی ہے تو آخرت کی کامیابی کی کیا حقیقت ہے اور کیا ایک مومن کے شایان شان ہے کہ وہ اس دنیا کی کامیابی کے لیے بھی فکر مند رہے؟

مخلوقات ارضی و سماوی میں انسان کی حیثیت بہت ممتاز و نمایاں ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اشرف المخلوقات کا درجہ پانے والے انسان کی خدمت گار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کائنات کی تمام اشیا پر قوت تسخیر عطا کی: **وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ (الباقیہ ۳۵: ۱۳)** اس نے زمین اور آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا، سب کچھ اپنے پاس سے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں پوری کائنات کے لیے انسان کو پروانہ تسخیر عطا کیا وہیں دنیا اور سامان دنیا کی حقیقت بھی واضح کر دی۔ فرمایا: **اَعْلَمُوْا اَنَّمَّا الْحٰیٰوَةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَذٰیْنَةُ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَكُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (الحديد ۲۰: ۵۷)** خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری نیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔ ایک جگہ دنیا کی پر فریب چالوں سے قرآن پاک متنبہ کرتا ہے: **فَلَا تَغْرِبْکُمْ الْحٰیٰوَةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغْرِبْکُمْ بِاللّٰهِ الْغُرُوْدُ (لقمن ۳۱: ۳۳)** پس یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور نہ دھوکہ باز تم کو اللہ کے معاملے میں دھوکہ دینے پائے۔ ایک حدیث کے مطابق: آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ایسی ہی نسبت ہے جیسے سمندر میں کوئی اپنی انگلی ڈالے اور دیکھے کہ اس پر کیا تری لگی ہوئی ہے۔ (ترمذی)

ٹھکانہ ہے جس سے دور بھاگا جائے اور نہ ہی ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے جسے بے خوف و خطر تمام حدود و قیود کو پامال کر کے اپنانے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ مومن کی اصل منزل آخرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بندہ مومن کو توشہ آخرت کی فراہمی کے لیے فکر مندی کی تعلیم و تلقین کی ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلِنَنظُرَ نَفْسًا مَّا قَدَّمْتُمْ لِغَدٍ**، (الحشر ۵۹: ۱۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔ سورۃ القف میں اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب سے نجات کی تجارت کے لیے ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کو ذریعہ بتایا ہے جو حقیقی کامیابی کی ضمانت دے دیتے ہیں۔ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچا دے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر، اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔“ (القف ۶۱: ۱۰، ۱۱، ۱۲) ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **مَنْ يُصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ، وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ**۔ (الانعام ۶: ۱۶) اس دن جو سزا سے بچ گیا اس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔ مرد مومن جب اپنی توجہات کا ہدف آخرت کی فوز و فلاح کو بتا لیتا ہے تو وہ ہر شعبہ زندگی اور ہر گوشہ عالم میں اللہ و رسول کی اطاعت کو ہی سرمایہ زیست قرار دیتا ہے۔ دوستوں کی محفلوں میں، ذکر الہی کی مجلسوں میں گھر کے اندر اور مسجد و مدرسہ کی چار دیواری میں اور حق و باطل کی رزم گاہ میں کبھی بھی حق و صداقت کی شاہراہ سے گریز نہیں کرتا اور اپنی تمام تر سعی و جہد کا گوہر مقصود رضائے الہی کے حصول کو قرار دیتا ہے۔ قرآن کے مطابق رضائے الہی کی بیش بہا نعمت کا جو شرف جسے مل گیا وہ دراصل عظیم کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہو گیا: **وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ، ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ**۔ (التوبہ ۹: ۷۲) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انھیں حاصل ہوگی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

آخرت کی ابدی نوازشوں کے پیش نظر، اس چند روزہ زندگی میں خوشحالی و کامرانی اور عزت و سربلندی کا کوئی تصور بھی کیا مومن کی شان ایمان و اسلام کے منافی ہے؟ قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دراصل چند روزہ زندگی میں ایک مومن کو جو عزت و توقیر ملتی ہے وہ خالق دو جہاں کی نوازش و کرم کا مظہر ہے۔ بلکہ قرآن پاک کے فرمان کے مطابق عزت و عظمت اور خیر و حسن بھی اس فانی و بے ثبات دنیا میں مومن کی طلب و جستجو کا موضوع بن جاتا ہے۔ ایک بندہ بارگاہ رب العزت میں سرنیا زخم کرتا ہے اور دست بدعا ہوتا ہے۔ **وَبَنَّا ابْنَاهُ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَهِيَ الْآخِرَةُ حَسَنَةٌ وَفَنَّا عَذَابَ النَّارِ**۔ (البقرہ ۲: ۲۰۱) اے ہمارے رب، ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور

آخرت میں بھی بھلائی، اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ انبیاء کی دعوت و تبلیغ کی قرآنی سرگزشتوں کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مقدس ہستیوں نے اپنی قوم کو یقین دلایا کہ لوگو! اگر اللہ واحد کی عبادت و پرستش کی ضمانت دے دو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل کے نتیجے میں آخرت کی کامیابی عنایت فرمائے گا اور اس دنیا کے اندر بھی تمہیں اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھے گا۔ مثال کے طور پر حضرت نوحؑ کی دعوت و تبلیغ کی رویداد پیش نظر رکھی جائے۔ آپ پر سوز اور پراسرار لہجے میں اپنی قوم سے گویا ہوتے ہیں: **فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ، إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا - يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا - وَ يُمِدِّدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَ بَنِينَ وَ يُجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٌ وَ يُجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارٌ - (نوح ۷۱ : ۱۰، ۱۱، ۱۲)** میں نے کہا ”اپنے رب سے معافی مانگو“ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے پر آشوب اور پر فتن حالات میں مشرکین مکہ کو دعوت اسلام پیش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے لوگو! اگر تم لا الہ الا اللہ کہہ دو تو فلاح و کامرانی تمہارے قدم بوس ہوگی۔ یہاں دین و دنیا دونوں جہاں کی سعادت و کامرانی مقصود تھی۔ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے نجات بھی اور کامیابی کا وہ تصور بھی مستحضر تھا جسے اہل مکہ ذہن و دماغ میں بسائے ہوئے تھے۔ قرآن میں نبی کریمؐ کی زبانی بار بار یہ تذکیر و تلقین اللہ کے بندوں کے ذہن نشین کر لی گئی کہ جو لوگ دین کے فروغ و اشاعت اور غلبہ و کامرانی کے مقدس مشن میں لگے رہتے ہیں انہیں نصرت الہی کا پروانہ مل جاتا ہے۔ **إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (المومن ۴۰ : ۵۱)** یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں۔ نبی کریمؐ کی زبانی ان بندگان خدا کو بشارت دی گئی ہے جو تقویٰ کی شاہراہ پر گامزن رہتے ہیں اور تمام معاملات و مسائل میں حسن عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ فرمایا گیا: **قُلْ يُعْبَادُ الَّذِينَ آمَنُوا آتَقُودُوا رَبَّكُمْ، لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ، (الزمر ۳۹ : ۱۰)** (اے نبیؐ) کہو کہ میرے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے رب سے ڈرو۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ہے ان کے لیے بھلائی ہے۔ مندرجہ بالا قرآنی تعلیمات اس موقف کی وضاحت کرتی ہیں کہ دنیا یا سامان دنیا سے متمتع ہونا معیوب نہیں ہے بلکہ اس عارضی دنیا کی یہ زوال آشنا سرتیں بھی بندہ مومن کے لیے خدائے ذوالجلال کا قیمتی عطیہ ہیں۔ لیکن قرآنی احکام و فرامین یہ صداقت بھی آشکار کر دیتے ہیں کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے: **وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِیَ الْحَيَوَانُ (العنکبوت ۲۹ : ۶۴)** اصل زندگی کا گھر تو دار آخرت ہے۔ آخرت کی پایدار زندگی سے متعلق ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: **وَ الْآخِرَةُ خَيْرٌ وَ أَبْقَى - (الاعلیٰ ۸۷ : ۱۷)** حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے چونکہ آخرت کی زندگی ہی قطعی اور

حتمی زندگی ہے اور خدا کی خوشنودی کا حصول ہی ایک مومن کی معراج ہے اس لیے اسی زندگی کے لیے فکر مندی کی ضرورت ہے۔ اخروی زندگی قرآن پاک کا وہ اہم موضوع ہے جسے جگہ جگہ دلائل و براہین کے ذریعے عام انسانوں کو بالعموم اور مومنین کو بالخصوص ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ سورۃ الحشر میں لٹل ایمان سے خطاب ہوتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَنَنْظُرَنَّ نَفْسًا مَّقْدَمَتْ لِعَدِيٍّ**، (الحشر ۵۹ : ۱۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے۔

دونوں جہاں کی سعادت و کامرانی کے حصول کے لیے جو چیز سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہے وہ ہے تقویٰ یا خشیت الہی۔ یہی تقویٰ جب دل کی دنیا پر حکمرانی کرنے لگے تو ایک انسان چاہے دن کی روشنی میں ہو یا رات کی تاریکی میں گھر کی چار دیواری میں ہو یا آبادی سے دور کسی بیابان اور ویرانے میں، چور اہوں اور شاہ راہوں پر ہو یا رزم گاہوں اور بزم گاہوں میں، وہ منکرات و سینات کا باغی بن جاتا ہے اور خیرات و حسنات کھپیا می بن کر اعمال حسنہ کا جویا ہو جاتا ہے۔ وہ اس ایمان و ایقان کی نعمت سے بہرہ ور ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت دیکھ رہی ہو یا نہیں لیکن اس کا مالک حقیقی اس کی حرکت پر نظر رکھتا ہے، اس لیے شب و روز کے تمام معمولات و مشغولیات میں وہ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

تقویٰ ایک جامع لفظ ہے۔ یہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور مجاہدہ فی سبیل اللہ بالاموال والانفس جیسی تمام کلیات دین پر مشتمل ہے۔ سورۃ القف میں کامیابی کا یہ تین نکاتی پروگرام پیش کیا گیا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ ان عوامل و محرکات پر کاربند ہو جایا جائے تو ایک مومن حقیقی کامیابی کی معراج حاصل کر لیتا ہے، وہ جنت کے باغات میں بہترین قیام گاہوں کا مستحق بن جاتا ہے اور دنیا کی نوازشوں کا بھی لٹل قرار پاتا ہے۔

اللہ و رسول پر ایمان حلقہ اسلام میں شمولیت کے لیے شرط اولین ہے، وہ کلمہ حق کے مقدس اور انقلابی بول کی شکل میں دل کی اتھاہ گھرائیوں سے ایمان و اعتراف اور وثوق و اعتماد کے ساتھ زبان سے اس کا اظہار کرتا ہے۔ باطل خداؤں کا انکار کر کے خدا کی شان و حدانیت اور محمد عربیؐ کی رسالت اپنی دنیائے دل میں بسا لیتا ہے۔ اس طرز ایک مومن مسلم کی حیثیت سے حق گوئی و بے باکی اس کا شعار بن جاتا ہے۔ اور اس کی نگاہ ہر شعبہ زندگی میں خدا پرستانہ ہو جاتی ہے۔ اس کا طریقہ زندگی مصطفویؐ ہوتا ہے۔ جہاں بھی وہ رہتا ہے ایک موحّد کی شان سے رہتا ہے۔ دعوت و تبلیغ کی راہ میں اعتراضات و اختلافات اور مصائب و مشکلات اس کے پایہ استقلال میں لغزش کا سبب نہیں بنتیں بلکہ وہ عزم و استقلال کا پیکر بن کر، سیرت مطہرہ مگر اسوہ زندگی بن کر، مصلحت کی وادیوں کو سرکرتا چلا جاتا ہے۔

ہمہ وقت اور ہر لحظہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے مقدس اور حیات آفریں پیغام سے اس کا قلب و جگر معمور رہتا ہے۔ قرآن و سنت سے عشق و محبت کے باب میں حجتہ الوداع کے موقع پر سرور عالم کی وصیت اس کے لیے قدیل بن جاتی ہے۔ چنانچہ وہ اس عالم آب و گل میں غلبہ دین کے محبوب مشن سے عشق کا ثبوت دیتے ہوئے شاعر کے اس کلام کی تاویل و تفسیر بن جاتا ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے بعد بندہ مومن کے فوز و فلاح کے لیے تیسرا عظیم سرمایہ ہے جہاد فی سبیل اللہ، جان و مال سے۔ فرمان باری تعالیٰ کے مطابق دین اسلام دوسرے تمام ادیان و مذاہب پر غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ (الفتح ۲۸:۲۸) وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کر دے۔ اس عظیم المرتبت اور گراں بار مشن کی تکمیل میں ایمان باللہ اور ایمان بالرسول جہاں ناگزیر اور اہم ترین سرمایے کی حیثیت رکھتے ہیں وہیں مالوں اور جانوں سے جہاد کرنا بھی عظیم اور مقدس سرمایہ ہے۔ اقوام عالم کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جس قوم نے بھی مال و دولت کی فراہمی اور عیش و عشرت کے حصول کو اپنا مقصد زندگی بنایا وہ قوم اس طرح قعر مذلت میں گری کہ تاریخ کے صفحات میں محض درس عبرت بن کر رہ گئی۔ فرانسیسیوں کی ہزیمت و پسپائی ہو یاروم و ایران کی تباہی و بربادی یا پھر عہد عباسی میں مسلمانوں کی شوکت و عظمت کا زوال، ان تمام بربادیوں میں دنیا پرستی اور عیش کوشی کی حقیقت ناطق نظر آتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حقیقی کامیابی کے حصول کے لیے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کو قابل قدر اور موثر حربہ قرار دیا ہے تو اس میں یہ مصلحت پوشیدہ ہے کہ داعیان اسلام ایک طرف اللہ کی راہ میں مال و دولت کو خرچ کر کے اور دوسری طرف رضائے الہی سے والہانہ عشق کا مظاہرہ کرتے ہوئے وقت آنے پر اپنی جانیں بھی جان آفریں کے حوالے کر دینے سے گریز نہ کریں۔ قرآن پاک کی یہ بشارت ان کی تمنائے سرفروشی کو شہہ دیتی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ ۱۱:۹) حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ اس عارضی دنیا کی مسرت و شادمانی کے حصول کی فکر و جستجو اور موت سے وحشت دراصل کسی قوم کی معنوی عظمت و وقار میں گھن کی طرح ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ یہ مرض جب کسی قوم یا جماعت کو لاحق ہو جاتا ہے تو زوال و انحطاط اس کا مقدر بن جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ جب اس کے معنوی وجود کا وقار و عظمت بھی پیوند خاک

ہو جاتا ہے۔

امت مسلمہ اگر زندہ امت یا جماعت ہے، وہ زندگی چاہتی ہے اور حقیقی کامیابی کے گوہر مقصود کو حاصل کرنا چاہتی ہے تو اللہ کے فرمان کے مطابق مالوں اور جانوں کے ذریعے جہاد فی سبیل اللہ کے طریق پر گامزن رہنا ہوگا۔ دنیا کی جاہ و حشمت کو ٹھکرا کر حق و باطل کی معرکہ آرائی میں جاں فروشی کی نیک تمنا اور جذبہ صادق سے دلوں کی دنیا کو مزین کرنا ہوگا۔ امت مسلمہ کی ذلت و رسوائی اور ہلاکت و ادبار نیز اس کے اسباب و وجوہات کی تصویر کشی رسالتِ نبویؐ کی اس مقدس فرمان کی روشنی میں بھی ہو جاتی ہے: عنقریب تم پر وہ وقت آئے گا جب ہر سمت سے دو سری قومیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا، اے اللہ کے رسولؐ، کیا اس دن ہم لوگ تعداد میں کم ہوں گے؟ نبی کریمؐ نے فرمایا: تم لوگ اس دن تعداد میں زیادہ ہو گے لیکن سیلابی جھاگ کی طرح (بے قیمت و بے وزن) ہو جاؤ گے۔ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں بزدلی گھر کر جائے گی۔ ایک صحابیؓ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے پوچھا بزدلی یا پست ہمتی کس وجہ سے آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت (اس بزدلی کی) وجہ ہے۔ مرد مومن جب ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے ہتھیاروں سے لیس ہو جاتا ہے تو وہ اصل اور ابدی کامرانی کے حصول کا پروانہ پالیتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس کی یہ عارضی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے اور اس غیر مستقل اور زوال آشنا دنیا کے اندر غیبت و افلاس اور ذلت و محرومی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ قرآن ایک طرف ترک دنیا کو منافی اسلام عمل قرار دے کر دنیا کے حصے کو فراموش نہ کرنے کی تلقین کرتا ہے تو دوسری طرف علمبرداران اسلام کو عزت و سربلندی، غلبہ و کامرانی اور حکومت و سلطنت کی ضمانت دیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے، مگر یہ منافقین جانتے نہیں ہیں۔ (المنافقون ۶۳: ۸)۔ جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔ (الحمل ۱۶: ۹۷)۔ اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو، وہ بھی تمہیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح۔ اے نبیؐ لعل ایمان کو بشارت دے دو۔ (القصف ۶۱: ۱۳)

فرمان الہی ملاحظہ فرمائیے: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا، (النور ۵۵: ۲۳) اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل

کہیں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے، اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا۔ بندہ مومن کو دونوں جہانوں کی کامیابی سے متعلق یہ ضمانت صرف تعلیمات و نظریات کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ ہمارے سامنے ایک عملی نمونہ موجود ہے۔ صحابہ کرامؓ کی مقدس زندگیاں جب ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور جماد فی سبیل اللہ کے مرکز و محور پر استوار ہوئیں تو انھیں اسی دنیا کے اندر دُضی اللہ عَنْہُمْ وَدُضُوا عَنْہُ کے مبارک الفاظ کی شکل میں ابدی کامیابی کا پروانہ مل گیا اور دوسری طرف عزت و عظمت، جاہ و شہرت و تمکنت جیسی خداداد نوازشوں کی شکل میں اسی دنیا کے اندر ان پر بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔

دنیا و مافیہا اور آخرت کے دوسرے نقطہ ہائے نظر کے مقابلے میں اسلام اعتدال و حکمت کی شاہراہ مستقیم پر گامزن نظر آتا ہے۔ دنیا نہ ہی مصائب و آلام کا مسکن ہے اور نہ ہی اصل مقصود۔ آخرت کی زندگی ہی دراصل ابدی اور لازوال ہے۔ یہاں کی مسرتوں کو زوال و فنا نہیں ہے۔ اس لیے اس اصل اور حقیقی کامیابی کے لیے ہی فکر مند ہونا چاہیے۔ اگر ایک بندہ خدا، اللہ و رسول پر ایمان اور جماد فی سبیل اللہ جیسے بیش قیمت سرمایوں کو ابدی زندگی کی فوز و فلاح کے حصول کے لیے لگا دیتا ہے تو وہ رضائے الہی کی نعمت سے مالا مال ہو جاتا ہے اور دنیوی خیر و حسن اور فوز و فلاح بھی اس کے قدم چوم لیتی ہے۔

امریکہ و کینیڈا میں ماہ نامہ ترجمان القرآن و روزنامہ جسارت اور دیگر تحریکی رسائل حاصل کرنے کیلئے درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کیجیے۔

Islamic Education & Media

730 E 10St GF Brooklyn NY 11230 (718) 421 - 5428